داغ عرش پہ ہے میری نے نوائی کا | کسی کے قصر امارت پہ سر جھکاؤں کیا

رہی نہ قدر متاعِ ہنر جہاں میں نہالؔ
کمالِ حسن متاعِ ہنر دکھاؤں کیا

"آسمان"

از جناب مولوی میر آفتؔ صاحب کاظمی امروہوی

اے طلسمی گنبدِ دوّار اے اعجوبہ کار!
بزمِ ہستی کے لئے اک سائبانِ زرنگار

یہ تری وسعت یہ ترا اوج یہ تیرا محیط
یہ تسلط یہ تری رفعت سرِ جوِّ بسیط

دورِ نامعلوم یہ تیرا باندازِ سکون
اِس فراخی و بلندی پر قیامِ بے ستون

اے تماشا گاہِ انجم محورِ شمس و قمر
انجمن رہتی ہے روشن تیری دن بھر رات بھر

یہ ستاروں کا تبسّم یہ نمودِ کہکشاں
رات بھر تیری یہ رنگا رنگ بزم آرائیاں

ہے عروسِ شب کی لاثانی ردائے پُر بہار
کامدانی یہ تری اے آسمانِ زرنگار

تیرا منظر حیرت افزائے نگاہِ ہوش ہے
دیگِ فکر و ذہنِ انسانی کا تو سرپوش ہے

جب نہ پائی عقل نے تیری حقیقت کی خبر
کچھ زمیں والے تجھے کہنے لگے حدِ نظر

ہے مگر میری نگاہوں میں اہم تیرا وجود
تیرے سایے ہی میں ہے اس بزمِ ہستی کی نمود

منحصر تیرے تحرک پر نظامِ کائنات
خاص مرکز انقلاباتِ جہاں کا تیری ذات

دوربیں کے تیری دو شیشے ہیں یہ شمس و قمر
دیکھتا ہے جن سے تو عالم کو دن بھر رات بھر

مخزنِ رزق اور اس قصرِ جہاں کی چھت ہے تو
منبعِ فیض و امینِ چشمۂ رحمت ہے تو